امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تدریسی منہج کے اصول

مولانا سعید الحق جدون

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امت کے ان عظیم محسنوں میں سے ہیں جن کی محنت سے آج بھی امت مسلمہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ آپ کا پورا نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی بخاری، کنیت ابوعبداللہ اور لقب بخاری ہے۔ ۱۳/شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ اور علم میں ملکۂ تامہ عطا فرمایا تھا۔ مطالعہ آپ کے دل ودماغ کی غذا تھی، درس وتدریس آپ کی فطرتِ ثانیہ بن گئی تھی، علمی مشاغل آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، پوری عمر حدیث پڑھی اور پڑھائی، حدیث لکھی اور لکھوائی۔ احادیث میں انتہائی مہارت کی بنا پر اس فن کے امام جانے جاتے ہیں۔

جو ہستی احادیث کی تدریس میں امامت کے بلند درجہ پر فائز ہو، عظیم محدث، بلند پایہ مربی واتالیق اور منجھے ہوئے استاذ بلکہ استاذ الاساتذہ ہو، اس کے تدریسی تجربات تعلیمی میدان میں ایسی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے ادب میں ضرب الامثال۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے مثالی استاذ کے تدریسی اصول و قواعد تعلیمی میدان میں معلمین اور متعلمین کے لیے قابل تقلید نمونے ہیں۔

اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے مثالی استاذ کے تدریسی منہج اور اصول کو ذکر کریں، تاکہ دینی وعصری تعلیمی اداروں کے اساتذہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تدریسی منہج اور اصول وقواعد سے باخبر ہوں اور ان اصولوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے تدریسی اسلوب کو بہتر سے بہتر بنا کر طلبہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکیں۔ اس مضمون سے طلبہ کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ جان لیں گے کہ وہ استاذ کی تدریس سے کس طرح بہتر انداز میں مستفید ہوسکیں گے، اس لیے اس مقالے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ''صحیح بخاری'' میں ''کتاب العلم'' سے ان کے تدریسی منہج کے اصول وقواعد پیش کیے جاتے ہیں:

درس سے پہلے طلبہ کے علمی شوق کو ابھارنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی نظریات کے مطابق معلم سب سے پہلے شاگردوں کو سبق کی طرف

راغب کرے گا، ان کے علمی شوق کو مختلف فضائل اور سابقہ علمی واقفیت سے ابھارے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے باب باندھا ہے: ''**باب فضل العلم**''۔[۱] اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ معلمین اور متعلمین میں علمی شوق اور علمی رغبت پیدا ہو۔

درس کے درمیان سوال نہ پوچھنا

استاذ سے درس کے دوران اگر کوئی شاگرد سوال پوچھے تو معلم اپنے درس کو پورا کرنے کے بعد جواب دے۔ درس کے دوران سوال کرنا آدابِ گفتگو کے خلاف ہے۔ شاگرد کو سبق کے دوران سوال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی شاگرد نے دورانِ درس غلطی سے کچھ پوچھ لیا اور استاذ نے جواب نہ دیا تو یہ قابل ملامت بات نہ ہوگی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اثبات کے لیے حدیثِ اعرابی کو بطورِ استدلال پیش کیا ہے۔ اعرابی نے بیان کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان ختم ہونے کے بعد سائل کے سوال کا جواب دیا۔ یہاں یہ قید ملحوظ رہے کہ وہ سوال کچھ اہم اور ضروری نوعیت کا نہ ہو، اگر ایسا ہو تو فوراً سوال کرنے کی گنجائش ہے اور معلم کو فوری طور پر جواب دینا چاہیے۔[۲] جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبے کے دوران ایک دیہاتی نے سوالات کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے، اس دیہاتی کو جوابات دیئے اور بعد میں خطبہ مکمل کیا۔[۳]

سائل کو نہ جھڑکنا

مذکورہ حدیثِ اعرابی اور ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ادب سکھلا رہے ہیں کہ اگر استاذ کے اشتغال کے وقت ان سے سوال کیا جائے تو سائل کو ڈانٹنے اور جھڑکنے کی ضرورت نہیں۔[۴]

طلبہ کے استفسار پر ناراض نہ ہونا

حدیثِ اعرابی میں سائل امانت کے ضائع ہونے کا مطلب نہ سمجھ سکا، اس نے کہا ''کیف اضاعتها؟''۔[۵] اس سے معلوم ہوا کہ اگر متعلم کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے تو وہ استاذ سے استفسار کر سکتا ہے اور اس کے استفسار پر معلم کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ اگر سوال کا مقصد استاذ کا امتحان لینا یا اس کو پریشان کرنا ہو تو پھر استاذ کی ناراضگی بجا ہے۔[۶]

بلند آواز سے درس دینا

معلم کو بلند آواز سے درس دینا چاہیے۔ بعض اوقات اساتذہ دھیمی آواز سے درس دیتے ہیں، جس کی وجہ سے طلبہ کو سننے میں دقت پیش آتی ہے یا سرے سے طلبہ سبق سن ہی نہیں سکتے۔ اس بات کی تائید کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی، وہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم ایک

www.banuri.edu.pk

سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، نماز کا وقت ہونے کی وجہ سے ہم جلدی جلدی وضو کررہے تھے، ہم گیلا ہاتھ پاؤں پر پھیرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کی وعید ہے'' دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ فرمایا۔ (۷) گویا اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اساتذہ کو ادب بتلارہے ہیں کہ علمی بات بلند آواز سے بیان کی جائے، تاکہ سب لوگ سن سکیں۔ (۸)

تدریس کو دلچسپ بنانا

تدریس کو دلچسپ بنانا چاہیے، اساتذہ اگر تشحیذِ اذہان کے طور پر طلبہ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۹) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل پیش کیا ہے جس کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کی ہے: ''فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے خزاں میں نہیں جھڑتے، وہ درخت مومن کی طرح ہے، مجھے یہ بتایئے کہ وہ کونسا درخت ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دھیان جنگلی درختوں کی طرف گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن مجھے شرم آئی کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے''۔ (۱۰) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ تدریس کو دلچسپ بنانے کے لیے بعض اوقات موقع کی مناسبت سے مثال دینا اور کبھی کبھار طلبہ سے پوچھنا چاہیے۔

طلبہ کی علمی آزمائش کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان سے باب قائم کیا ہے: **''باب طرح الإمام المسئلة علی أصحابه لیختبر ماعندهم من العلم''**۔ (۱۱)

یعنی ایک استاذ اپنے رفقا کی علمی آزمائش کے لیے کوئی سوال کرے۔ اس عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہی مذکورہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کھجور والی روایت بطور استدلال پیش کی ہے۔ گویا یہ حدیث مکرر ہے، مگر عنوان الگ الگ ہے اور سند بھی جدا ہے۔ پہلے باب میں تدریس کو دلچسپ بنانے کے لیے بطور مثال اس حدیث کو پیش کیا گیا، جب کہ اس باب میں طلبہ کی ذہنی صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہ حدیث دوبارہ لائی گئی ہے۔ ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ استاد کو چاہیے کہ کبھی کبھی طلبہ کا امتحان لے، تاکہ استاد کو کلاس میں طلبہ کے علمی معیار کا اندازہ ہوسکے، اساتذہ کا اپنے شاگردوں سے سوالات کرنا بہتر ہے، تاکہ تلامذہ بیدار رہیں اور غفلت میں وقت ضائع نہ کریں۔ (۱۲)

تدریس کے طریقے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تدریس کے دو طریقوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں: ایک یہ کہ استاد درس

دے اور شاگرد سنے اور دوسرا یہ کہ شاگرد عبارت پڑھے اور استاد سنے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے عالم کے سامنے قراءۃ پر ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!'' تو یہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا ہے۔ اور ضمام رضی اللہ عنہ نے اس بات کی اپنی قوم کو اطلاع دی اور ان کی قوم نے اس خبر کو کافی سمجھا۔ (۱۳)

کلاس روم کے آداب

''باب من قعد حیث ینتھی به المجلس ''(۱۴) میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کلاس روم کے دو آداب بتلا رہے ہیں: ایک یہ کہ اگر کلاس روم میں طلبہ زیادہ ہوں تو بعد میں آنے والے طلبہ کو جہاں جگہ ملے، وہیں بیٹھ جائیں اور اگر قریب بیٹھنے کی خواہش ہو تو پہلے آیا کریں۔ دوسرا یہ کہ اگر پہلے بیٹھنے والے اس طرح بیٹھے ہوں کہ اگلی صف میں یا بیچ میں جگہ خالی چھوڑ دی ہو تو بعد میں آنے والا انہیں پھاند کر آگے جا سکتا ہے، اگرچہ تخطی رقاب سے منع کیا گیا ہے، تاہم یہ اس لیے جائز ہے کہ پہلے سے بیٹھنے والوں نے ہی خود بے تمیزی کی کہ آگے جگہ خالی چھوڑ دی۔ (۱۵)

اپنے سے کم سے علم حاصل کرنا

''باب قول النبیؐ رب مبلغ أوعٰی من سامع ''(۱۶) سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم بڑا فہیم وذکی ہو اور استاد اس جیسا ہوشیار نہ ہو تو اس کو اس استاد سے حصولِ علم میں اعراض نہیں کرنا چاہیے کہ میں تو اتنا فہیم ہوں، بھلا میں اس سے علم حاصل کروں؟ ایسا ہرگز نہ کریں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''رب مبلغ أوعٰی من سامع ''بسا اوقات وہ جسے حدیث پہنچائی جائے' براہ راست سننے والے سے زیادہ حدیث کو یاد رکھتا ہے۔ (۱۷) اس باب میں یہ ترغیب دینا ہے کہ اپنے سے کم سے بھی علم حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بلا امتیاز ہر کسی کو پڑھانا چاہیے

''رب مبلغٍ أوعٰی من سامع '' سے ایک بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ معلم کسی کو پڑھانے سے انکار نہ کرے، ہر کسی کو پڑھائے، کیا معلوم کون زیادہ سمجھنے والا ہے۔ بعض اوقات شاگرد سمجھ بوجھ کے لحاظ سے اپنے استاد سے آگے نکل جاتا ہے اور وہ اس سبق سے ایسے فوائد اور معلومات کا ادراک کر لیتا ہے جو استاد نہیں کر سکتا۔ تو ''رب مبلغٍ ''میں اس طرف اشارہ ہے۔

www.banuri.edu.pk

درس وتدریس کے بغیر محض مطالعہ سے علم حاصل نہیں ہوتا

ترجمۃ الباب کے تحت فرمانِ نبویؐ ''إنما العلم بالتعلم''(۱۸) سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علم تعلّم سے حاصل ہوگا، محض مطالعہ سے کوئی عالم نہیں بن سکتا۔ استاد سے باضابطہ تعلیم حاصل کرنا چاہیے۔ یہ بالکل دھوکہ ہے کہ صرف کتب وشروح دیکھ کر استاد سے پڑھے بغیر علم حاصل ہوسکتا ہے۔(۱۹) اس حدیث کی بنا پر فقہا نے لکھا ہے کہ جو آدمی ماہر اربابِ فتویٰ سے تربیت مکمل کیے بغیر صرف کتابیں دیکھ کر فتوے دے، اس کی بات کا اعتبار نہیں کرنا۔(۲۰)

تدریس میں تدریجی طریقہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت علماء ربانیین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''ویقال الربانی الذی یربی الناس بصغار العلم قبل کبارہ''۔(۲۱)

''ربانی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی علمی تربیت کرے''۔

گویا ان الفاظ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تدریسی منہج کے وہ اصول معلوم ہورہے ہیں کہ تدریس میں اجمال سے تفصیل، آسان سے مشکل اور کم سے زیادہ کی طرف آہستہ آہستہ سکھایا جائے۔ تدریس میں اہم بات یہ ہے کہ استاد اپنے شاگردوں کو علم کے پیچیدہ مسائل میں شروع سے نہ الجھائیں کہ وہ اُنہیں میں پھنس کر رہ جائیں، بلکہ آسان چیزیں پہلے ہی سکھا دیں، تاکہ شاگردوں کے اندر علم سے محبت بڑھے اور ان کے حوصلے میں اضافہ ہو۔(۲۲)

تدریس میں طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھنا

ایک معلم کو طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے سبق پڑھانا ضروری ہے، تدریس میں نہ اتنی طوالت ہو کہ طلبہ میں بوریت پیدا ہو اور نہ اتنا اختصار ہو کہ غبی طلبہ سمجھ نہ سکیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے باب قائم کیا ہے: ''ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لاینفر''۔(۲۳) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے کبھی کبھی نصیحت فرماتے اور تعلیم دیتے، تاکہ ان کو ناگوار نہ گزرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ''۔(۲۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچھ دن نصیحت فرمانے کے لیے مقرر کردیتے تھے، ہمارے پریشان ہوجانے کے خیال سے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز نصیحت نہ فرماتے''۔(۲۵)

تدریس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاد سبق پڑھاتے وقت کچھ لطیفے یا اشعار وغیرہ بھی سنا دیا کرے، اس طرح ذہن تروتازہ ہوجاتا ہے اور طلبہ بیزاری اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح فرمایا کرتے تھے۔ (۲۶)

تدریس میں طلبہ کی گروہ بندی کرنا

''فهم في العلم'' (۲۷) سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ لوگ فہم فی العلم میں مختلف ہوتے ہیں، کوئی ذہین تو کوئی متوسط اور غبی، لہٰذا استاد کو سب کی رعایت کرنی چاہیے، ایک اچھے معلم کی یہ خوبی ہے کہ وہ ان تین قسموں میں گروہ بندی کرے اور ہر ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ پڑھائے، یا ایک لیکچر دے، لیکن ان میں سے ان تینوں قسم کے طلبہ کے معیار کا خیال رکھا جائے۔

تعلیم بالغاں

''تفقهوا قبل أن تسودوا'' ''سردار بنائے جانے سے پہلے تفقہ حاصل کرو یا یہ سواد لحیہ سے ماخوذ ہے، یعنی بالوں کی سفیدی سے پہلے علم حاصل کرو۔ (۲۸) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سیادت کے بعد علم نہ حاصل کیا جائے۔ ''وقد تعلم أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في كبر سنهم''۔ (۲۹) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کبرسنی میں تعلیم حاصل کی ہے، لہٰذا ادھیڑ عمر والوں کے لیے ان کی کبرسنی علم حاصل کرنے سے مانع نہیں، ان کو بھی پڑھنا چاہیے۔

طلبہ کے درمیان مناظرہ کا اہتمام کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قصۂ خضر وموسیٰ علیہما السلام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کا مناظرہ ذکر کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حر بن قیس کے مقابلہ میں جیت گئے۔ (۳۰) اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تدریسی منہج کے یہ اصول مستنبط ہورہے ہیں کہ استاد بعض اوقات طلبہ کے درمیان کلاس روم میں کسی موضوع پر مباحثہ کرائے، تاکہ طلبہ کی دلچسپی پیدا ہوجائے اور سبق سننے کے لیے بیدار ہوجائیں۔

لیکچر دیتے وقت مثال دے کر طلبہ کو سمجھانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''باب من عَلِمَ و عَلَّمَ'' (۳۱) میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس علم وہدایت کے ساتھ بھیجا ہے، اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر خوب برسے، بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت سبزہ اور گھاس اُگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے خطوں پر پانی پڑا، وہ بالکل

www.banuri.edu.pk

چٹیل میدان ہی تھے، نہ پانی کو روکتے ہیں اور نہ سبزہ اُگاتے ہیں۔ تو یہ مثال ہے اس شخص کی جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دے اس کو وہ چیز جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں، جس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا، جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔ (۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علم وحکمت عطا فرمائی، اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی اچھی مثال سے واضح فرمایا کہ: تین طبقے ہیں، ایک طبقہ ایسا ہے جس نے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی نفع پہنچایا۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے خود تو فائدہ نہیں اٹھایا، مگر دوسرے اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہ دونوں جماعتیں بہر حال بہتر ہیں، پہلی کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے۔ تیسری جماعت وہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر کان ہی نہ دھرا، یہ سب سے بدتر جماعت ہے۔ (۳۳)

اس روایت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تدریسی طریقہ کار کا اندازہ ہوتا ہے کہ لیکچر دیتے وقت طلبہ کو سمجھانے کے لیے مثال دینا چاہیے، جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھانے کے لیے مثال دیتے تھے، کیونکہ بعض اوقات ایک مثال ہزار الفاظ سے بہتر ہوتی ہے۔

طلبہ کو ہوم ورک دینا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ معلم فقط پڑھانے پر اکتفا نہ کرے، بلکہ اسباق کو طلبہ سے یاد بھی کرائے اور دوسروں تک منتقل کرنے کی ترغیب بھی دے، تاکہ تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ اہل علم اور مدرسین کو چاہیے کہ متعلم کو اسباق یاد کرنے اور ان اسباق کی تبلیغ کرنے کی تاکید میں قصور نہ کریں۔ (۳۴)

تعلیم وتربیت کے لیے استاد بعض اوقات اظہار غضب کر سکتا ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے: ''باب الغضب فی الموعظة والتعلیم'' (۳۵) اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ ''یسروا ولا تعسروا'' اور ان جیسی روایات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تعلیم وتدریس میں غضب کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ بعض مواقع میں غضب اور شدت نہ صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن ہے۔ (۳۶)

تدریس میں اعتدال پسندی

تدریس میں اعتدال سے کام لینا چاہیے، تدریس جب طویل ہو تو طلبہ میں تھکان اور بوریت پیدا ہو جاتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''أیها الناس إنکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف'' (۳۷) ...... ''اے لوگو! تم لوگ نفرت پھیلاتے ہو، جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے، وہ تخفیف کرے۔'' اس جملے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ استاد اتنا طویل لیکچر نہ دے جس سے طلبہ میں نفرت پیدا ہو۔

کلاس میں بیمار اور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھنا

اس غرض کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ ''کتاب الصلٰوۃ'' والی روایت ''کتاب العلم'' میں لائی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام کو طویل نماز سے بچنے کی تنبیہ ان الفاظ میں فرمارہے ہیں: ''فإن فیهم المریض والضعیف وذا الحاجة''۔ (۳۸) ....''اس لیے کہ ان نمازیوں میں بیمار، کمزور اور حاجت مند لوگ ہیں''۔ ''کتاب العلم'' میں اس روایت سے ہم یہ استدلال کرسکتے ہیں کہ کلاس روم میں استاد کو چاہیے کہ وہ بیمار، کمزور اور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھے۔

رُک رُک کر درس دینا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تدریسی منہج یہ ہے کہ استاد لیکچر ہمیشہ رُک رُک کر سمجھاتے ہوئے واضح الفاظ میں دے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے باب قائم کیا ہے: ''من أعاد الحدیث ثلاثًا لِیُفْهَمَ عنه''۔ (۳۹) اس باب میں انہوں نے استدلال کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے: ''إنه إذا تکلم بکلمة تکلم ثلاثًا لیفهم عنه''۔ (۴۰)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تھے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جگہ تکرار کی عادت نہیں تھی، بلکہ یہ تکرار وہاں ہوتی جہاں افہام کی ضرورت پیش آتی، مثلاً: یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ سن کر بات ذہن نشین نہیں ہوئی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر تکرار فرماتے جہاں ابلاغ و تعلیم مقصود ہو یا کہیں مجمع زیادہ ہوتا اور آواز نہیں پہنچ پاتی یا زجر مقصود ہوتا تو تکرار فرماتے۔ (۴۱)

نتائج

۱:......تعلیم دینے کے لیے استاد کی تربیت کا اہتمام ضروری ہے، جو استاد تربیت یافتہ نہ ہو، وہ طلبہ کو اچھے انداز میں تعلیم نہیں دے سکتا۔

۲:......محدثین، مفسرین اور علمائے دین نے تعلیم و تربیت کے لیے ایسے اصول و قواعد وضع فرمائے ہیں جن کی افادیت آج کے جدید دور میں بھی مسلم ہے۔

۳:......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں معلمین کی تربیت کے لیے قابل تقلید ایک مکمل خاکہ پیش کیا ہے۔

حواشی

۱:......صحیح بخاری، باب فضل العلم، ج:۱، ص:۱۴۔

۲:......ایضاً، باب من سُئل علماً وھو مشتغل فی حدیثہ، ج:۱، ص:۱۴۔

۳:......کشف الباری، ج:۳،ص:۵۲،طبع: مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء۔

۴:......صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۴،طبع: اصح المطابع دہلی، ۱۹۳۸ء۔

۵:......ایضاً، ج:۱،ص:۱۴۔

۶:......الادب المفرد۔ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۱ھ

۷:......صحیح بخاری، باب من رفع صوتہ بالعلم، ج:۱،ص:۱۴۔

۸:......تقریر بخاری، مولانا محمد زکریا، ج:۱،ص:۱۶۶۔

۹:......تقریر بخاری، مولانا محمد زکریا، ج:۱،ص:۱۶۸۔

۱۰:......صحیح بخاری، باب طرح الامام المسئلة علی اصحابہ الخ، ج:۱۳،ص:۱۳۴۔

۱۱:......ایضاً۔

۱۲:......کشف الباری۔

۱۳:......صحیح بخاری، باب القراءۃ والعرض علی المحدث، ج:۱،ص:۱۴۔

۱۴:......ایضاً، باب من قعد حیث ینتھی بہ المجلس، ج:۱،ص:۱۵۔

۱۵:......تقریر بخاری، مولانا محمد زکریا، ج:۱،ص:۱۷۲۔

۱۶:......صحیح بخاری، باب قول النبیؐ رب مبلغ اوعی من سامعٍ، ج:۱،ص:۱۶۔

۱۷:......تقریر بخاری، مولانا محمد زکریا، ج:۱،ص:۱۷۴۔

۱۸:......صحیح بخاری، باب رب مبلغ اوعی من سامعٍ، ج:۱،ص:۱۶۔

۱۹:......تقریر بخاری، مولانا محمد زکریا، ج:۱،ص:۱۷۵۔

۲۰:......شرح عقود رسم المفتی، علامہ شامی، سہیل اکیڈمی لاہور،ص:۱۵-۱۶۔

۲۱:......صحیح بخاری، باب رب مبلغ اوعی من سامع، ج:۱،ص:۱۶۔

۲۲:......الرسول والعلم، القرضاوی، اسلامک بک ڈپو لاہور ۱۹۹۸ء،ص:۱۵۲

۲۳:......صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۶۔

۲۴:......ایضاً

۲۵:......ایضاً

۲۶:......الرسول والعلم، القرضاوی، اسلامک بک ڈپو لاہور ۱۹۹۸ء،ص:۱۶۰۔

۲۷:......صحیح بخاری، باب الفہم فی العلم، ج:۱،ص:۱۶۔

۲۸:......ایضاً، باب تفقھوا قبل ان تسودوا، ج:۱،ص:۱۶۔

۲۹:......ایضاً

۳۰:......ایضاً، باب الخروج فی طلب العلم، ج:۱،ص:۱۷

۳۱:......ایضاً، باب من علم وعلم، ج:۱،ص:۱۷۔

۳۲:......ایضاً

۳۳:......تفہیم البخاری، اسلامی کتب خانہ لاہور، ج:۱،ص:۸۵۔

۳۴:......الابواب والتراجم لصحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی،ص:۵۱۔

۳۵:......صحیح بخاری، باب الغضب والموعظۃ فی التعلیم، ج:۱،ص:۱۸

۳۶:......الابواب والتراجم لصحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی۔ص۵۲۔

۳۷:......صحیح بخاری، باب الغضب والموعظۃ فی التعلیم، ج:۱،ص:۱۸۔

۳۸:......ایضاً

۳۹:......ایضاً

۴۰:......ایضاً

۴۱:......کشف الباری، ج:۳،ص:۵۸۶۔

www.banuri.edu.pk